یہ احساس ہمیشہ زندہ اور بیدار رکھو کہ ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم جاری کی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء بمقام گلڈنہ مری)

- ☆ ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی اور ایثار کا نمونہ دکھانا پڑے گا۔
- ☆ بچے وقف جدید کا سارا مالی بوجھ اُٹھالیں۔
- ☆ افریقہ کے ایک احمدی بچے کے اخلاص کا تذکرہ۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا ایک دروازہ ہمارا جلسہ سالانہ ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بننے کیلئے جلسہ سالانہ میں کثرت سے شامل ہوں۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جماعت میں یہ احساس زندہ اور بیدار رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام سے توحید خالص کے قیام اور غلبہ اسلام کی ایک عظیم مہم جاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوئے تلے دنیا کی ہر قوم کی گردن کو لے آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ مخالف کی تدبیریں اگر اس حد تک بھی پہنچ جائیں کہ ان کے نتیجہ میں پہاڑ اپنی جگہوں سے ہلا دیئے جائیں تب بھی وہ کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ ناکام ہی رہیں گے۔ کامیابی اللہ تعالیٰ کی اس خادمِ اسلام جماعت کو ہی نصیب ہوگی۔

اس مہم کے اجرا سے جماعت پر بڑی اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اس احساس کو زندہ اور بیدار رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی اور ایثار کا نمونہ ہمیں دکھانا پڑتا ہے اور آئندہ نسلوں میں بھی اس احساس کو بیدار رکھنا ضروری ہے کیونکہ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ ایک نسل کا کام نہیں۔ اس وقت بھی ہماری اکثریت تابعین کی ہے یعنی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا نہیں۔ دیکھنے والے تو بہت تھوڑے رہ گئے ہیں لیکن صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے والے کثرت کے ساتھ اس وقت جماعت احمدیہ میں ہیں تو احمدیت کے لحاظ سے آئندہ نسل احمدیت کی تیسری نسل ہے اور ابھی ہم کامیابی کی راہوں پر چل رہے ہیں۔ اپنی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کب ہم اپنی منزلِ مقصود تک پہنچیں گے۔

میں نے بڑا غور کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہم پر جو دوسری نسل احمدیت کی اس وقت ہے اور ہماری اگلی نسل پر جو اس وقت بچے ہیں۔ ان دونسلوں پر قربانیاں دینے کی انتہائی ذمہ داری عائد ہوتی

ہے کیونکہ ہم ایک ایسے زمانہ میں داخل ہو چکے ہیں جس میں ترقیٔ اسلام کے لئے جو مہم جاری کی گئی ہے وہ اپنے انتہائی نازک دور میں داخل ہو چکی ہے اور ہمیں اور آنے والی نسل کو انتہائی قربانیاں دینی پڑیں گی تب ہمیں اللہ تعالیٰ وہ عظیم فتوحات عطا کرے گا جس کا اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے دلوں میں بھی اس احساس کو زندہ کریں اور زندہ رکھیں کہ عظیم فتوحات کے دروازے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھول رکھے ہیں اور ان دروازوں میں داخل ہونے کے لئے عظیم قربانیاں انہیں دینی پڑیں گی اور ان سے ہم ایسے کام کرواتے رہیں کہ ان کو ہر آن اور ہر وقت یہ احساس رہے کہ غلبہ اسلام کی جو مہم اللہ تعالیٰ نے جاری کی ہے اس میں ہمارا بھی حصہ ہے ہم نے بھی کچھ کنٹری بیوٹ کیا ہے ہم نے بھی اس کے لئے کچھ قربانیاں دی ہیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ویسے ہی امیدوار ہیں جیسا کہ ہمارے بڑے ہیں اس کے لئے میں نے علاوہ اور تدابیر کے جو ذہن میں آتی رہیں یا جو پہلے سے ہماری جماعت میں جاری ہیں یہ تحریک کی تھی کہ ہمارے بچے وقف جدید کا مالی بوجھ اٹھائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کے سارے بچے اور وہ ماں باپ جن کا ان بچوں سے تعلق ہے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اس بات کو اچھی طرح جاننے لگیں کہ جب تک بچے کو عملی تربیت نہیں دی جائے گی اللہ تعالیٰ کی فوج کا وہ سپاہی نہیں بن سکے گا اگر وہ دین کے لئے ابھی سے ان سے قربانیاں لیں تو یہ نسل اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح تربیت یافتہ ہوگی اور جب ان کے کندھوں پر جماعت کے کاموں کا بوجھ پڑے گا تو وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گے اور ان کو نباہنے کے لئے کوشاں رہیں گے۔

میرے دل میں یہ احساس ہے کہ جماعت نے بحیثیت مجموعی اس کی طرف وہ توجہ نہیں دی جو اس کو دینی چاہئے۔ بڑے نیک نمونے بھی ہیں ہماری جماعت میں۔ ایسے بچے جن کو تحریک نہیں کی گئی اور پھر بھی ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہمارے بڑوں پہ ہی نہیں ہم پر بھی قربانیوں کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور وہ قربانیاں دیتے ہیں۔

افریقہ کے ایک بچے کی مثال میں اس وقت دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ افریقہ میں ہمارے ایک احمدی بھائی ہیں لئیق احمد ان کا نام ہے بڑے مخلص دعا گو ہیں اور ہر وقت ان کو یہ احساس رہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہم پر فضل کر رہا ہے ہمیں اپنی راہ میں قربانیاں دینے کی توفیق عطا کرتا ہے۔ ہمارے بچے بھی اس کے فضلوں کے وارث بنیں اور اس کی راہ میں قربانیاں دیں۔ چند دن ہوئے

انہوں نے مجھے خط لکھا جو کل ہی مجھے ملا ہے۔ انہوں نے اپنے بچوں سے کہا (ایک بچہ بہت چھوٹا ہے) بڑے بچے جو ہیں ان کو انہوں نے کہا کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قصیدہ تم حفظ کر لو جو نعتیہ قصیدہ ہے

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانٖ
یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنٖ

تو میں تمہیں پچاس شلنگ انعام دوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص اس قصیدہ کو زبانی یاد کرے اور دہراتا رہے اللہ تعالیٰ اس کا حافظہ تیز کر دیتا ہے تو بچوں کو یہ قصیدہ حفظ کروانے میں ان کا دنیوی فائدہ بھی ہے کیونکہ بچپن کی عمر حافظہ سے فائدہ اُٹھانے کی عمر ہے۔ جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو پھر ذہن سے فائدہ اٹھانے کی عمر میں وہ داخل ہو جاتے ہیں بہر حال انہوں نے اپنے بچوں کو ۵۰ شلنگ انعام کا وعدہ دے کر انہیں اس طرف متوجہ کیا اور شوق ان میں پیدا کیا اور انہوں نے یاد کرنا شروع کر دیا۔ بڑے بچے نے سارا قصیدہ حفظ کر لیا تو انہوں نے اسے ۵۰ شلنگ انعام دیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ میری اور میری بیوی کی یہ خواہش تھی کہ ہم اسے ترغیب دیں کہ جب اسے یہ انعام ملے تو اس کا ایک حصہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے اور ایک حصہ وہ اپنے بھائیوں کو دے تا کہ وہ اس کی خوشی میں شریک ہوں اور ایک حصہ وہ اپنے پر خرچ کرے۔ چنانچہ ان کے والد صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں:۔

’’یہ قصیدہ حفظ کرنے کے دوران میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیز کو خوابوں میں سید الانبیاء حضرت رسول کریم ﷺ، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور پُر نور ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کا شرف بخشا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ پھر وہ لکھتے ہیں:۔

’’عزیز فرید احمد کی امی کا اور میرا خیال تھا کہ انعام دینے سے قبل بچے کو تربیت کے طور پر کسی رنگ میں کبھی ترغیب دلائیں گے کہ اس رقم میں سے کچھ چندہ دے دے اور کچھ حصہ اپنے بھائیوں اور بہن کو دے اور بقیہ رقم اپنے استعمال میں لے آئے لیکن قصیدہ حفظ کرنے سے پہلے ہی ایک دفعہ عزیز نے ہماری تحریک کے بغیر خود اپنا عندیہ یہ ظاہر کر دیا کہ وہ انعام کی ساری رقم حضور انور کی خدمت اقدس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ تحریک وقف جدید کے چندہ کے طور پر پیش کر دے گا کیونکہ حضور اقدس ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عظیم الشان تحریک کی مالی مضبوطی کا کام اپنے بچوں کے

سپرد کیا ہے۔ پس عزیز کے منشاء کے مطابق میں پچاس شلنگ کا چیک حضور پُر نور کو بھجوا رہا ہوں“۔

اور عزیز فرید احمد اپنے خط میں لکھتا ہے:۔

``Waleed, Amatul Naseer and I were Promised by our father gifts of sh 50/- each for memorising the Qasida, and I am first to have recieved this gift, Al-Hamdulillah!!! On my part, I have undertaken to present the whole of this amount to your holiness for the purpose of Waqf-e-Jadid. This is because you have kindly made the Children of Ahmadiyyat responsible for the finance of the Waqf-e-Jadid, and I fully realize that your needs for the spreading of Islam must have priority over my personal needs. Please, therefore, accept the enclosed cheque for sh. 50/- and grant me the opportunity of earning swab. I may assure your holiness that your children, though young, are as willing to serve Islam as the grown-ups``.

یہ اس بچے کا خط ہے تو اس قسم کی نہایت حسین مثالیں بھی ہیں جو ہمارے بچوں میں پائی جاتی ہیں لیکن بچے کا ذہن اس قسم کے خیالات کا اظہار صرف اس وقت کر سکتا ہے جب وہ یہ دیکھے کہ اس کے ماحول میں ایسی باتیں ہو رہی ہیں اگر اس کے ماں باپ کو اسلام کی ضرورت کا خیال ہی نہ ہوا گر اس کے ماں باپ اسلام کی ضرورتوں کے متعلق اپنے گھر میں باتیں ہی نہ کرتے ہوں اگر اس کے ماں باپ اس کا تذکرہ گھر میں نہ کرتے ہوں کہ ہمیں اپنی ضرورتیں چھوڑ دینی چاہئیں اور آج اسلام کی ضرورت کو مقدم رکھنا چاہئے اگر یہ نہ ہو گھر کا ماحول تو گھر کے بچوں کی تربیت ایسی ہو ہی نہیں سکتی۔ جیسا کہ آپ نے ابھی سنا کہ کس قسم کی تربیت اس بچے کی ہے۔ چھوٹا بچہ ہے اور وہ اس قسم کا خط نہیں لکھ سکتا دلی جذبات سے، جب تک ایک پاک ماحول میں اس کی تربیت نہ ہوئی ہو۔ یہ احساس کہ میری ضرورتیں اسلام کی ضرورتوں پر قربان ہو جانی چاہئیں اگر ہر بچہ کے دل میں پیدا ہو جائے تو ہمیں کل کی فکر نہ رہے۔ ہم اس یقین سے پُر ہو جائیں کہ جب آئندہ کسی وقت ہمارے بچوں کے کندھوں پر جماعت احمدیہ کا بوجھ پڑے گا وہ اسے خوشی اور بشاشت کے ساتھ اور اس بوجھ کا حق ادا کرتے ہوئے اس کو ادا کریں گے۔

اس خطبہ کے ذریعہ میں اپنے تمام بچوں کو جو احمدی گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے

والدین اور گارڈینز (سرپرستوں) کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ یہ پسند کرتے ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ پر نازل ہو رہی ہیں اسی طرح آپ کی اولاد اور نسل پر بھی نازل ہوں تو آپ اپنے بچوں کی تربیت کچھ اس رنگ میں کریں کہ ہر ایک کے دل میں یہ احساس زندہ ہو جائے اور ہمیشہ بیدار رہے کہ ایک عظیم مہم اللہ تعالیٰ نے توحید کے قیام اور غلبہ اسلام کے لئے جاری کی ہے احمدیت کی شکل میں اور اب ہمیں اپنا سب کچھ قربان کر کے اس مہم میں حصہ لینا اور اسے کامیاب کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان انتہائی فضلوں اور رحمتوں کا وارث بننا ہے جن کا وعدہ اس نے ہم سے کیا ہے۔

دوسرا امر اس کی طرف میں آج جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَاٰتٰـكُمْ مِنْ كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا۔ (ابراھیم: ۳۵)

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان کیا ہے کہ چاند اور سورج اور عالمین کی دوسری چیزیں ہم نے پیدا کیں اور ان کو تمہاری خدمت میں ہم نے لگا دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ تم نے اس سے جو کچھ بھی مانگا وہ اس نے تمہیں عطا کیا اور اس سے زیادہ بھی دیا کیونکہ تم نے جو کچھ مانگا وہ محدود تھا لیکن اس نے جو کچھ تمہیں دیا اس کا شمار نہیں۔ حد بندی اس کی نہیں ہو سکتی۔ قیمت اس کی نہیں لگائی جا سکتی اس کی ایک تفسیر تو یہ کی جاتی ہے جو اپنی جگہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش سے قبل ہماری ضرورتوں کو پورا کر کے ہم پر بے شمار احسان کئے ہیں اور ان احسانوں کا بھی ہم اپنی زندگی میں شکر ادا نہیں کر سکتے اور وہ شمار نہیں ہو سکتے اور جو تم نے مانگا کے معنی یہ ہوں گے کہ جو تم نے زبان حال سے مانگا یعنی جس مقصد کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا تھا اس مقصد کے حصول کے لئے جس چیز کی بھی تمہیں ضرورت تھی اس کا سامان بغیر تمہارے علم کے اور بغیر تمہارے مانگے کے ہم نے تمہیں عطا کر دیا تھا لیکن اس کے ایک دوسرے معنی یہ بھی صحیح طور پر کئے جا سکتے ہیں کہ جو تم مانگتے ہو وہ بھی ہم دیتے ہیں۔ مگر تمہیں صرف اتنا ہی نہیں دیتے جتنا تم مانگتے ہو بلکہ اس سے کہیں زیادہ دیتے ہیں اور ہمارے فضلوں کا تم شمار نہیں کر سکتے اتنی کثرت سے ہم دیتے ہیں۔ اب دیکھیں میں یورپ کے سفر پر جا رہا تھا میں نے بھی بڑی دعائیں کیں۔ جماعت کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ بہت دعائیں کریں۔ پس ساری جماعت نے اس سفر سے متعلق اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگا یہ مانگا کہ جس غرض کے لئے سفر اختیار کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس غرض کو پورا کرے، یہ مانگا کہ ان قوموں پر اتمام حجت ہو جائے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ ان کے جو ذرائع

ان تک بات کو پہنچانے والے ہیں وہ مجھ سے تعاون کریں۔ اخبار ہیں، ریڈیو ہے، ٹیلی ویژن ہے۔ آپس کی گفتگو ہے۔ مجھ سے ملنے کے بعد مثلاً ایک شخص دوسری جگہ جا کے باتیں کرتا ہے وہ بھی ایک ذریعہ ہے میری بات کو بعض اور دوسروں تک پہنچانے کا۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ مانگا کہ جس غرض کے لئے میں گیا ہوں جو اتمام حجت کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ ان قوموں کو اور ان کے نمائندوں کو یہ توفیق عطا کرے کہ جو باتیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے تعلق رکھنے والی اور نبی اکرم ﷺ کے احسانِ عظیم سے تعلق رکھنے والی اور قرآن کریم کے نور اور اس کے حسن اور اس کی خوبی سے تعلق رکھنے والی ہیں ان کے کانوں تک پہنچانا چاہتا ہوں یہ لوگ میری باتیں ان کے کانوں تک پہنچا دیویں۔ آپ نے یہ بھی مانگا۔ (جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء) کہ اللہ تعالیٰ مجھے خیریت سے رکھے اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق عطا کرے اور پھر خیریت سے واپس لے کے آئے ہر آن ہمیں اس کے فضل کی ضرورت ہے اس کے سہارا کے بغیر تو ہم ایک سانس بھی نہیں لے سکتے تو میں آپ کے لئے دعائیں کرتا ہوں آپ میرے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کے ساتھ زندگی عطا کرے اور توفیق دے کہ اس خدمت کو احسن طور پر بجالاؤں جو میرے سپرد کی گئی ہے اور آپ وہ کام بجالائیں جو آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ تو بہت کچھ مانگا جماعت نے اور میں نے۔ گویا ہم سب نے مل کے۔ کیونکہ ہمارا ایک ہی وجود ہے لیکن ہم نے جو مانگا وہ غیر محدود نہیں تھا معدودے چند نیک خواہشات تھیں جن کے پورا ہونے کے لئے دعا کی گئی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اس آیت میں وعدہ کیا ہے آپ کی دعاؤں کو قبول کر کے وہ بھی دیا جو آپ نے اس سے نہیں مانگا تھا۔

وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ جو بھی آپ نے مانگا وہ بھی اس نے دیا اور اس سے بڑھ کر دیا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اتنا دیا کہ ہم اس کا شمار نہیں کر سکتے۔ بارش کے قطروں کا گن لینا ممکن ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شمار بالکل ممکن نہیں قطعاً ناممکن ہے اور ان دنوں میں تو اللہ تعالیٰ کے بے حد فضل اور رحمتیں آسمان سے نازل ہو رہی تھیں اتنی کہ ان کا کوئی شمار نہیں۔ ان بے شمار فضلوں کے نتیجے میں ایک تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جو اپنے ربّ کے ارفع اور اعلیٰ مقام نیز اپنے مقام کو جو عاجزی اور نیستی کا مقام ہے پہچانتا ہے وہ ہر وقت اس کے شکر میں محو رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی سوچا کہ اب جماعت کو اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کی

بارش اپنے پر پڑتے دیکھ لینے کے بعد یہ خواہش پیدا ہوگئی ہے کہ اسی کثرت سے اللہ تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہوتے رہیں جس طرح بعض لوگ اپنے جسم کی بناوٹ اور عادت کے نتیجہ میں بہت زیادہ کھاتے ہیں اور بعض ہیں جو اپنے جسم کی بناوٹ اور عادت کے نتیجہ میں بہت کم کھانے والے ہیں تو جو کم کھانے والے ہیں ان کو کم ملے تو انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن جس کے جسم کی بناوٹ اور اس کی عادت یہ ہو جائے کہ وہ زیادہ کھائے اس کو اگر آپ پانچ روٹیاں بھی دیں گے تو وہ کہے گا کہ میں تو ابھی بھوکا ہی ہوں میری تو سیری نہیں ہوئی۔ اسی طرح جماعت اب اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی متواتر اور کثرت سے برسنے والی بارش سے ہی سیر ہو سکتی ہے اور اس روحانی سیری کے حصول کے لئے تمہیں ''شکر'' کو انتہا تک پہنچا دینا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراھیم:۸)

تمہارے انتہائی شکر کو دیکھ کے اپنی رحمتوں اور فضلوں کو پہلے کی نسبت بھی زیادہ کثرت کے ساتھ تم پر نازل فرمائے اور رحمتوں کے نزول کے اس نے جو ذرائع ہمیں بتائے ہیں یا ہم پر جو دروازے کھولے ہیں۔ ہم ان کو پہچانیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا ایک دروازہ جو اس نے ہم پر کھولا ہے وہ جلسہ سالانہ ہے ہمارا۔ جلسہ سالانہ پر اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بے شمار برکتیں نازل ہوتی ہیں خدا تعالیٰ کی اور بہت سارے گناہ اور غفلتیں اور کوتاہیاں اور کمزوریاں اور نقائص مغفرت کی چادر میں ڈھانپ دیئے جاتے ہیں۔

احمدیوں کا کثرت سے جلسہ پر آنا بھی ایک معجزہ ہے خدا کے مسیح کا اور نبی اکرم ﷺ کے عظیم روحانی فرزند کا اور بڑی قربانی ہے جماعت کی، جو اس موقع پر بھی وہ پیش کرتی ہے یہ تو درست ہے کہ ہماری جماعت میں بعض امیر بھی ہیں جن پر جلسہ میں شمولیت کی وجہ سے کوئی مالی بار نہیں پڑتا نہ وہ کوئی تنگی محسوس کرتے ہیں جس طرح وہ گھروں میں خرچ کر رہے ہوتے ہیں اس موقع پر بھی خرچ کرتے ہیں ان کو یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم پہ کوئی بار پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی برکتوں اور رحمتوں سے نوازتا ہے۔ لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جو سال بھر جلسہ میں شمولیت کی تیاری کرتے رہتے ہیں پیسہ پیسہ جوڑتے ہیں بعض کھانے کے خرچ میں سے ایک حصہ بچاتے ہیں کپڑے نہیں بناتے بچوں کو ننگے پاؤں پھرنے دیتے ہیں تا کہ ان کے پاس اتنے پیسے جمع ہو جائیں کہ وہ جلسہ میں شریک ہو سکیں اگر آپ اس

تفصیل میں جائیں اور آنے والوں کا تفصیلی جائزہ لیں تو حیران ہو جائیں آپ ان کے ایثار اور قربانی کو دیکھ کر کسی اور کے سامنے یہ باتیں رکھیں تو وہ مانے گا نہیں۔ وہ کہے گا یونہی گپیں مار رہے ہو تم۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ پچاس ساٹھ ہزار آدمی جلسہ میں شامل ہونے کی غرض سے اس قسم کی تکلیف سارا سال برداشت کرتا رہا ہو۔

پس جماعت جلسہ میں شمولیت کے لئے بڑی قربانیاں دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے جماعت پر ان دنوں میں بھی اور بعد میں بھی ان قربانیوں کو دیکھ کے لیکن خصوصاً ان دنوں میں بڑی برکت نازل کرتا ہے۔ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ مغفرت کی چادر میں ان کو چھپا لیتا ہے۔ اپنے نور کی چادر میں انہیں لپیٹ لیتا ہے جب وہ آتے ہیں تب بھی وہ مخلص احمدی ہوتے ہیں لیکن جب وہ واپس لوٹتے ہیں تو اپنے اخلاص میں پہلے سے بھی کہیں بڑھ کے ہوتے ہیں۔

جلسہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے دیکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرتے ہیں ایک لاکھ آدمی اجتماعی دعا کر رہا ہو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہو اگر خلوص نیت ہو اگر کبر نہ ہو، اگر نخوت نہ ہو، اگر یہ خیال نہ ہو کہ ہمارا کوئی حق ہے جو ہم نے اپنے ربّ سے لینا ہے بلکہ نہایت عاجزی اور تواضع اور انکسار کے ساتھ دعائیں کی جائیں۔ تو اتنا بڑا مجمع جب دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زندہ نشان جلسہ کے ایام میں ہزاروں احمدی دیکھتے ہیں چونکہ یورپ کے سفر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا رحمت سے بڑا با برکت کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانوں کو ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔ اس لئے ہمارا احساس فقر تیز ہو گیا ہے ہماری احتیاج زیادہ ہو گئی ہے۔ پس ہم تبھی خوش ہو سکتے ہیں کہ ہم سے ایسے کام اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سرزد ہوں کہ جن کے نتیجہ میں وہ پہلے سے بھی زیادہ ہم پر رحمتیں کرنے لگے اور وہ جیسا کہ قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے صحیح شکر کے نتیجہ میں ہی ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے حضور شکر کے طور پر مزید قربانی دیں جو پہلے نہیں آ سکتے تھے وہ اس سال جلسہ پر آئیں اور زیادہ سے زیادہ دوست جلسہ سالانہ پر جمع ہوں اس کے لئے ابھی سے تیاری کر لیں۔ اگر پہلے تیاری نہیں کی کسی نے رخصتیں لینی ہوتی ہیں گھر کو سنبھالنے کے لئے انتظام کرنا ہوتا ہے پانچ دس دن کے لئے گھر اکیلا چھوڑنا ہوتا ہے۔ خصوصاً جب اس محلّہ کی اکثریت احمدیوں کی ہو اور وہ جا رہے ہوں تو کئی دوست اپنے گھروں کو بظاہر ”عورۃ“ چھوڑ کر جلسہ میں شمولیت کے لئے آ جاتے

ہیں اور اپنے گھروں کو ننگا چھوڑ آتے ہیں۔منافقوں نے تو کہا تھا کہ ہمارے گھر عورۃ ہیں ہم جہاد میں شامل نہیں ہو سکتے احمدی کہتا ہے کہ منافق کو میرا گھر بھی عورۃ نظر آئے گا کیونکہ ان گھروں پر خدا تعالیٰ کی رحمت اور حفاظت کا نزول اسے نظر نہیں آ رہا اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کو نظر نہیں آ رہے تو تم منافق عورۃ اس کو سمجھو میں اس کو تمہاری زبان میں عورۃ ہی چھوڑ جاتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گھر کی حفاظت کرنے والا ہے اور اکثر اللہ تعالیٰ حفاظت بھی کرتا ہے اور بعض دفعہ امتحان بھی لیتا ہے لیکن مومن کہتا ہے کہ اے خدا! میں اپنے گھر کو اکیلا چھوڑ آیا تیری رضا کے حصول کے لئے اگر تیری رضا کا حصول جلسہ میں شمولیت کی عاجزانہ قربانی اور گھر کے لوٹے جانے کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے تو میں اس پر بھی خوش ہوں میرا گھر ہزار بار لوٹا جائے تیری رضا ایک لحظہ کے لئے مجھ سے جدا نہ ہو وہ مجھے ہمیشہ حاصل رہے۔

پس میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلسہ میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں اس نیت سے بھی اس دفعہ شامل ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور رحمتوں کا شکر بجالانا چاہتے ہیں جن کا مشاہدہ ساری جماعت نے میرے سفر یورپ کے دوران کیا اور اس امید اور یقین اور وثوق کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شکر کو پیش کریں کہ جو حقیقی معنی میں خدا تعالیٰ کے حضور شکر کے سجدے بجالاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے زیادتی کے سامان پیدا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں کو ہم نے اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھا ہے اور اب ہمیں کثرتِ بارانِ رحمت کا چسکہ پڑ چکا ہے جس کے بغیر ہمارے لئے سیر ہونا ممکن نہیں اس غرض سے کہ باران رحمت کثرت سے ہم پر نازل ہوتی رہے ایثار اور قربانی کی ہر راہ کو ہمیں اختیار کرنا چاہئے۔ایک راہ بطور شکر کے جلسہ سالانہ میں کثرت سے شمولیت ہے۔پس احباب جماعت کو چاہئے کہ پہلے سالوں کی نسبت زیادہ تعداد میں وہ جلسہ پر آئیں۔یہ دعائیں کرتے آئیں کہ پہلے سالوں کی نسبت زیادہ دعاؤں کی اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا کرے اس امید اور توقع سے آئیں کہ پہلے سالوں کی نسبت اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو زیادہ قبول کرے گا اور وہ اپنے ربّ کی رحمتوں کے پہلے سے زیادہ نشان دیکھیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں واقعی ایسا بنادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷ر نومبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۲ تا ۶)